قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ط | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں اب پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سے ساڑھے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد | مورخہ ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۱۷ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۵ھ | نمبر ۷۲

مدینۃ المسیح

خاندان رسالت میں بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت ہے ۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب ۔ مرتاریخ عازم ولایت ہوئے ۔ خدا تعالیٰ آپ کو بخیریت منزل مقصود پر پہنچائے ۔

احباب بیرونجات کو خیال ہے کہ چونکہ عنقریب طلبائے مدرسہ احمدیہ کا سالانہ امتحان ہونیوالا ہے اسلئے ان تو مقامی جلسوں میں یہاں سے مبلغین کے بھیجے جانے کی درخواست خاص حالات کے بغیر نہ کریں ۔

حضرت قبلہ میر ناصر نواب صاحب آج کل تیاری شفا خانہ میں مصروف ہیں ۔ اور ایک کمرہ تیار بھی ہو چکا ہے ۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے ۔

اخبار احمدیہ

علاقہ خاندیس میں تبلیغ احمدیت

برادر حسن محمد خان صاحب احمدی تحریر فرماتے ہیں کہ خطۂ گجرات و خاندیس کے باشندگان کے سر پر حب دنیا کا ایسا بھوت سوار ہے کہ وہ رات دن دنیا طلبی میں ہی مستغرق رہتے ہیں ۔ اسلام سے بالکل مس نہیں ہے جو لوگ بہت نیک خیال کئے جاتے ہیں ۔ وہ صرف جمعہ کی نماز پڑھ لیتے ہیں ۔ بعض لوگ دلائل کے سامنے عاجز آکر وفات مسیح اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام کا اقرار تو کر لیتے ہیں ۔ مگر نماز کی طرف قطعی توجہ نہیں کرتے ۔

چند دن کی بات ہے کہ ایک مکان پر چند مسلمان جمع تھے میں بھی ان میں جا بیٹھا ۔ سلسلہ کلام شروع ہوا ۔ ۸ بجے سے ایک بجے کا وقت آگیا ۔ ان لوگوں میں سے دو شخص مان گئے ۔ کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ۔ اور حضرت مرزا صاحب اپنے دعاوی میں راست باز ہیں ۔ لیکن ہماری عملی حالت کمزور ہے ہم ہنوز بیعت نہیں کرتے ۔ حیات مسیح کا عقیدہ ان لوگوں کے دلوں میں ایسا جما ہوا ہے کہ باوجود محکم اور مضبوط دلائل کے دور نہیں ہوتا ۔ وفات مسیح کا ذکر سن کر حیران رہ جاتے ہیں اور حضرت مسیح کے فوت ہونے کا انکو ناگہانی موت سے کم صدمہ نہیں پہونچتا ۔ جو مالدار ہیں وہ سب سود خوار ہیں جو پیرزادے اور ملاں ہیں وہ سہ ماہی یا ششماہی وصول کرتے ہیں ۔ اور امامت کی تنخواہ ماہوار وصول کر کے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں ۔ خدا ان لوگوں پر رحم فرمائے ۔

ایک لیڈی ڈاکٹر کو تبلیغ

برادر مکرم جناب شیخ عزیز الدین صاحب بی ۔ اے دہلی سے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک لیڈی ڈاکٹر صاحبہ کو جو اپنے فن میں کامل مہارت رکھتی ہیں ۔ اور آجکل مذہبی تحقیقات میں مصروف ہیں ۔ سلسلہ حقہ کی پوری پوری تبلیغ کر دیگئی ۔ اور معلوم ہوتا ہے

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

کہ اب اس کا میلان طبع دیگر پیچیدہ عقائد مذاہب باطلہ سے پھر کر الہام اور وحی کے متعلق تجسس کی طرف ہو گیا ہے اور میری تبلیغ کے ذریعہ خدا کے فضل سے حضرت اقدس احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات دریافت کرنے کی بہت شائق ہو گئی ہیں۔ میں نے انکو رسالہ "احمد" اور "ہولی قرآن" مولفہ اخی المکرم سیٹھ اللہ دین صاحب سکندر آبادی اور اور بعض رسائل بھی دئے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ انہیں قبول حق کی توفیق دے ✦

نذر برادر اللہ دتا صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے ایک نذر مانی ہے۔ جب مفتی محمد صادق صاحب خدا کے فضل و کرم کے ساتھ بخیریت لنڈن پہونچ جائینگے۔ تو میں لنڈن فنڈ میں بطور نذرانہ داخل کروں گا۔ اور دو نفل شکرانے کے پڑھوں گا ✦

دعا ایک ہندو طالب علم حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور لکھتے ہیں کہ پچھلے سال حضور کی دعا سے فورتھ ہائی میں پاس ہو گیا تھا۔ اب حضور دعا فرماویں کہ ففتھ ہائی میں بھی پاس ہو جاؤں۔ احمدی بھائی بھی اس طالب علم کے لئے دعا فرماویں۔

برادر بدر الدین صاحب رئیس شہر ملتان اپنی صحت یابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہوئے۔۔ مقدمہ میں کامیابی کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتے ہیں ✦

ضرورت رشتہ ایک مخلص احمدی بھائی عبد الکریم خان صاحب بنوڑی جن کا لڑکا اب جوان ہے، لکھتے ہیں کہ احمدی ہونے کی وجہ سے رشتہ داروں نے تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ احمدیت سے توبہ کرو۔ تو تمہارے لڑکے کا نکاح کرا دینگے۔ مگر خدا تعالیٰ ایسے رشتے سے بچائے ✦

اگر کوئی احمدی بھائی ان کے ساتھ تعلقات قائم کرنا چاہیں تو بہت اچھی بات ہے۔ اسکے متعلق مزید خط و کتابت عبد الکریم خان صاحب ٹھیکیدار بنوڑ علاقہ ریاست پٹیالہ سے کریں ✦

ماں بیٹا

یہ محمود و احمد کا جھگڑا ہے کیسا
محمد کی اُمّت میں غوغا ہے کیسا
کسی نے کیا فتنہ برپا ہے کیسا
کہ ابا میاں پھرتے ہیں یوں پریشان
مری پیاری اماں مری جان اماں

محمد علی کون؟ کیا چاہتا ہے
ہمیں گالیاں کیوں وہ دلوا رہا ہے
یہ امروہی بابا کو کیا ہو گیا ہے
بڑھاپے میں بدلا لیا جس نے ایمان
مری پیاری ماں۔ مری جان اماں

(۲)

نہ جی اپنا میلا کرو میرے پیارے
پریشان و حیران ہوں دشمن تمہارے
یہ جھوٹے ہیں بکواس کرتے ہیں سارے
خدا کی گواہی سے ہم ہی ہیں سچے
مرے پیارے بچے مری جان بچے

محمد نے احمد میں جلوہ دکھایا
تو اپنی نبوت بھی وہ ساتھ لایا
پھر اس کا پلوٹھا خلیفہ بنایا
مگر پھر گئے ہیں عقیدے کے کچے
مرے پیارے بچے مری جان بچے

(الکسل)

فہرست نومبائعین

رشید احمد خان صاحب۔ سہارنپور
حیات بخش صاحب۔ اٹک
کرم بخش صاحب۔ "
غلام رسول صاحب۔ شاہپور
حسن الدین صاحب۔ ضلع گوجرانوالہ
ڈاکٹر مدار بخش صاحب۔ ضلع گجرات
وزیر ملا۔ قادیان
پی پچھولی صاحب۔ مالابار
پی عبد القادر صاحب۔ "
پی علی کٹی صاحب۔ "
کے احمد صاحب۔ "
امام الدین صاحب۔ ضلع سیالکوٹ
برکت علی صاحب۔ " "
محمد عمر خان صاحب۔ ضلع گورداسپور گاؤں
کیسر خان صاحب۔ ضلع گورداسپور
ملک حاجی محمد خان صاحب۔ ضلع پشاور
والدہ میاں غلام محمد صاحب۔ ضلع جہلم
چودھری احسن محمد صاحب۔ ضلع سیالکوٹ
میاں حسین الدین صاحب۔ ضلع سیالکوٹ
نواب دین صاحب۔ " "
خوشی محمد صاحب۔ " "
مسماۃ دولتے۔ " "

خدا تعالیٰ کا صراط مستقیم دکھانا

اخبار الفضل نمبر ۶۲ میں ایک مضمون زیر عنوان صداقت احمدیت شائع ہوا ہے۔ کہ ایک سلیم الفطرت اور متلاشی حق کو اللہ تعالیٰ نے رویائے صادقہ کے ذریعہ احمدیت کی طرف راہ نمائی کی ہے۔ اور قادیان کی طرف مائل کیا ہے۔ اسی قسم کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بے شمار لوگوں پر حجت تمام کرتا رہتا ہے۔ مگر مبارک ہیں وہ جو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اسی واقعہ کو پڑھ کر مجھے یاد آ گیا کہ جناب شیخ محمد شریف صاحب احمدی سول سرجن جو آجکل سرگودہ میں مقیم ہیں۔ اور جنہوں نے آج تک حضرت خلیفۃ ثانی کی بیعت نہیں کی۔ اور ہر دو فریق کے درمیان۔۔۔ اپنے آپ کو معلق رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ آپ بڑے زور شور اور سرگرمی سے اختلافی مسائل کی تحقیقات کر کے مبائعین کی طرف اپنا میلان اور اطمینان ظاہر کر چکے ہیں۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسی قسم کی تحریک رویائے صالحہ کے ذریعہ سے فرمائی تھی۔ مگر افسوس! کہ انہوں نے اس کو کافی نہ سمجھا۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ ہم کو حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی نور الدین صاحب رویا میں ملے۔ اور انہوں نے متعجب ہو کر فرمایا۔ کہ کیا آپ نے ابھی تک بیعت نہیں کی؟" شیخ صاحب موصوف بہت نیک دل۔ بے ضرر مرنجان مرنج اور بڑے درجہ کے ہمدرد خلائق انسان ہیں۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے اپنا بہت ہی دلی خلوص ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ ان کو اس طرح حق کی طرف بلا رہا ہے۔ اور حضرت مولوی صاحب کی روح ان کے واسطے تڑپ رہی ہے۔ خدا کرے کہ جناب شیخ صاحب جلدی اس سے فائدہ اُٹھا کر حلقہ بیعت خلافت میں شامل ہو جاویں۔ آمین ثم آمین ✦

(راقم۔ شیخ صاحب کا ایک سچا خیر خواہ)

الفضل
(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

قادیان دارالامان - ۱۳ مارچ ۱۹۱۷ء

طلبائے ہائی سکول کے جلسہ دعوت پر حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

جو حضور نے ۸ مارچ کو طلبائے ہائی سکول کی ٹی پارٹی کی دعوت کے موقعہ پر بورڈنگ کے ڈائننگ روم میں فرمائی۔

دو تین دن ہوئے۔ ہمارے مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے بھی ایڈریس پڑھا تھا۔ اور آج بھی ایک ایڈریس پڑھا گیا ہے۔ پیشتر اسکے کہ میں اس تقریب کے متعلق کچھ بیان کروں۔ ایک مختصر سی نصیحت طلباء کو کرنا چاہتا ہوں

طلباء کو نصیحت

میں نے ایڈریس پڑھنے والے طلبا کو دیکھا ہے۔ پڑھتے وقت انکی آواز کانپتی رہی۔ اور وہ گھبرائے ہوئے نظر آئے۔ اور اس وجہ سے انکے وہ جذبات اور احساسات جنہیں وہ دوسروں تک پہنچانا چاہتے تھے۔ جلدی اور گھبراہٹ کی وجہ سے دب گئے۔ مجھے خوب یاد ہے۔ کہ جب میں نے پہلی دفعہ تقریر کی۔ تو تقریر کرنے کے وقت مجھے یہ معلوم تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں نہ یہ پتہ تھا کہ کتنا وقت گذرا ہے۔ اور نہ یہ خیال تھا کہ کوئی سننے والا ہے یا نہیں جسم لرزتا تھا اور آواز کانپتی تھی۔ مگر میری وہ تقریر زبانی تھی۔ اور میں نے پہلے سے کچھ سوچا ہوا بھی نہ تھا۔ سالانہ جلسہ کا موقعہ تھا کسی نے آکر کہا حضرت خلیفۃ المسیح بلا رہے ہیں کہ آکر تقریر کرو۔ میں اسی وقت چل پڑا۔ اور جاکر تقریر کرنے کھڑا ہو گیا۔ تو گو ابتداً میں یہ حالت ہوتی ہے۔ لیکن اس کو دور کرنے کی کوشش کرنا نہایت ضروری ہے۔ پس ہمارے طلباء کو چاہیئے۔ کہ خواہ انہیں کتنے ہی بڑے بڑے لوگوں کے سامنے بولنا پڑے ہرگز نہ گھبرائیں۔ بلکہ جو کچھ کہیں تسلی سے کہیں ؁

مومن سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسی سے نہیں ڈرتا اور نہ اُسے ڈرنا چاہیئے۔ پھر جو بات اچھی اور عمدہ ہو اسکے کہنے سے ڈرنے اور خوف کھانے کے کیا معنی۔ پس جب کبھی تمہیں کوئی ایسا موقعہ پیش آئے تو پورے اطمینان اور تسلی کے ساتھ بولو۔ اور اپنے جذبات پر خوف اور گھبراہٹ کو غالب نہ آنے دو۔ کیونکہ جن لوگوں کو یہ عادت پڑ جاتی ہے ان سے دور نہیں ہو سکتی۔ اور وہ عمدگی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتے ؁

الوداعی دعوت کی غرض

اب میں اس تقریب کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ مفتی صاحب کے ولایت جانے پر تمہارے ایڈریس پڑھنے اور چائے پلانے بسکٹ کھلانے کی کیا غرض ہے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اس ایڈریس سے انکے علم میں کوئی زیادتی نہ ہوگی۔ اور نہ ہی اس سے انکے کام میں کچھ آسانی پیدا ہو جائے گی۔ پھر یہ بسکٹ اور چائے بھی ولایت میں ان کے کام نہ آئینگے۔ اور نہ وہاں کی سردی میں یہ چائے ان کے جسم کو گرم رکھے گی۔ بلکہ یہیں فضلا ہو کر خارج ہو جائے گی۔ لیکن اگر تم نے اسی غرض کے لئے ان کو ایڈریس دیا بسکٹ کھلائے۔ اور چائے پلائی ہے۔ تو یہ کسی صورت میں بھی قابل ستائش فعل نہیں ہے۔ ہاں ان الفاظ اور چائے و بسکٹ کی ایک غرض بھی ہے۔ اور اگر وہ تمہارے مدنظر نہیں ہے۔ تو اس دعوت کا کوئی فائدہ نہیں ہے وہ کیا؟ وہ ان احساسات اور جذبات کا اظہار ان اُمیدوں اور آرزوؤں کا اظہار اس محبت اور اُلفت کا اظہار ہے جو مفتی صاحب کے اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے اور خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنی جان کو وقف کرنے پر تمہیں ان سے پیدا ہوئی ہے ؁

محبّت کا اظہار

ہم دیکھتے ہیں کہ جب انسان کے دل میں کسی چیز کی محبت اور اُلفت پیدا ہوتی ہے۔ اور اسکے متعلق دل میں جوش اُلفت پیدا ہوتا ہے تو اُسے کسی نہ کسی حرکت سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ ایک دوست جب دوسرے دوست سے ملتا ہے۔ تو ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں گلے ملتے ہیں۔ اسی طرح ماں باپ جب بچے کو دیکھتے ہیں تو اُسے بوسہ دیتے ہیں۔ کیا اس طرح کرنے سے بچہ کی عقل بڑھ جاتی ہے یا اسے کوئی اور ایسا فائدہ پہونچتا ہے جو اس جذبہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جسکی وجہ سے اُسے بوسہ دیا گیا۔ کچھ نہیں۔ پھر وہ کیا بات ہے۔ جو ماں باپ کو مجبور کرتی ہے کہ اپنے بچہ کو بوسہ دیں۔ وہ اسکے ساتھ قلبی محبت ہے۔ جس کا اس طرح اظہار کیا جاتا ہے۔ پھر دیکھو ایک چیز کا خیال دل میں آتا ہے۔ اور اس خیال کے اظہار کے لئے زبان کو ہلایا جاتا ہے۔ اور اس سے ایک آواز پیدا ہوتی ہے یا اسکے لئے کاغذ پر کچھ لکیریں کھینچی جاتی ہیں یہ آواز کا نکالنا یا کاغذ پر لکیریں کھینچنا بذات خود کچھ نہیں ہوتا۔ ہاں اس خیال کا قائم مقام اور اسکے اظہار کا ذریعہ ہوتا ہے۔ جو دل میں پیدا ہوتا ہے۔ خدا نے انسان کے دل میں ہر ایک جذبہ جو پیدا ہوتا ہے۔ اسکے اظہار کے لئے کچھ علامات رکھی ہیں۔ انکے ذریعہ اس کا ظہور ہوتا ہے تو مفتی صاحب کو دعوت دینے سے اگر تمہاری یہ غرض ہے کہ اس محبت اور جوش کا اظہار کرو۔ جو ان کے تبلیغ کے لئے ولایت جانے پر تم میں پیدا ہوا ہے۔ اور اس کا اظہار تم نے ایڈریس کے لفظوں میں اس طرح کیا ہے کہ ہمیں ان کے جانے سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اور پھر عملی طور پر چونکہ اور زیادہ اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے الفاظ سے بڑھ کر تم نے اپنے مال کے ذریعہ اس کا اظہار کیا ہے اور بتایا ہے۔ جہاں تک ہم اپنی قلبی محبت اور خوشی کا اظہار کر سکتے تھے۔ ہم نے کیا ہے تو بہت خوشی کا مقام ہے۔

اظہار محبت کا موقعہ اور ایک سوال

یہ دونوں طریق جو تم نے اختیار کئے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہیں جو ناراضگی اور ناخوشی کے موقعہ پر اختیار نہیں کئے جاتے مثلاً یہ نہیں ہوگا۔ کہ ایک شخص کسی کے عزیزوں اور رشتہ داروں کو مار نے کے لئے چلنے لگے۔ تو اسے ایڈریس دیا جائے یا اسکی دعوت کی جائے۔ بلکہ یہ دونوں باتیں ایسے ہی موقعہ پر کی جاتی ہیں۔ جبکہ جانے والے کے ساتھ اپنی آرزوئیں اور تمنائیں وابستہ ہوں۔ اسکے کام اور ارادہ سے محبت اور اُلفت ہو۔ اسکی کوشش اور سعی سے خوشی اور راحت ہو۔ لیکن یہ سوال یہ ہے۔ کہ جس بات کو دوسر

کے لئے پسند کیا جاتا ہے۔ اور جس پر خوشی اور محبت کے اظہار کے طریق اختیار کئے جاتے ہیں۔ کیا ایسا کرنیوالے اسے اپنے لئے بھی پسند کرتے ہیں ؟ اگر تو وہ اسے دوسرے کے لئے بھی پسند کرتے ہیں۔ اور دوسرے کے متعلق ہی خوشی کا اظہار کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ انہیں اس سے حقیقی خوشی اور اصلی محبت نہیں ہے۔ بلکہ وہ محض بناوٹ اور فریب کرتے ہیں۔ گو وہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر اس موقعہ کو خوشی کا موقعہ نہیں سمجھتے۔ وہ محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر دراصل کچھ نہیں کرتے۔ اور جو کچھ کرتے ہیں۔ محض ریاء کے طور پر کرتے ہیں یا یہ کہ وہ اسے اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور انکے نزدیک وہ ایک بیہودہ اور لغو کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اسلئے خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں بھی گو انہیں خوشی ہوتی ہے۔ مگر اسلئے نہیں کہ وہ کوئی اچھا کام کرنے جاتا ہے۔ بلکہ اس لئے خوشی ہوتی ہے کہ وہ ان کا دشمن ہے۔ اور ایک برے کام میں اپنے آپ کو لگاتے لگا ہے۔ جس سے اسے نقصان اور تکلیف پہونچیگی ؛

اس لحاظ سے مفتی صاحب کا ولایت جانا دو حال سے خالی نہیں۔ اول تو یہ کہ جنہوں نے اس موقعہ پر ایڈریس پڑھا ہے۔ وہ ان کے ساتھ حقیقی محبت اور دلی خوشی رکھتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ انہیں اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور اسبات سے خوش ہو رہے ہیں کہ اچھا ہوا کہ وہ جا رہے ہیں۔ جس طرح کوئی بڑا ظالم ہیڈ ماسٹر جب جانے لگتا ہے تو لڑکے اسے ایڈریس دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اچھا ہوا ہمارے سر سے بلا ٹلی ؛

مگر مفتی صاحب کے متعلق ان دو صورتوں میں سے دوسری صورت کے ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے وہ کسی سکول کے ہیڈ ماسٹر نہیں ہیں۔ اور نہ ہی طلباء سے ان کا اس قسم کا کوئی تعلق ہے کہ انہیں تکلیف پہنچائی ہو۔ اس لئے پہلی ہی صورت ہو سکتی ہے کہ انکے جانے پر اسلئے خوشی کا اظہار کیا گیا ہے کہ وہ ایک بہت عمدہ اور اچھے کام کے لئے جا رہے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ جس چیز کو اچھا سمجھا جاتا ہے۔ اس کے اچھا ہونے کے اظہار کی کیا علامت ہوتی ہے۔ یہی کہ اس کو خود بھی کیا جاتا ہے۔ کبھی نہیں ہوا کہ دو پیاسے ایک جگہ کھڑے ہوں۔ اور ایک دوسرے کو کہے کہ تم فلاں جگہ جاؤ۔ وہاں تمہیں پانی مل جائیگا۔ کیا وہ اسکی بات مان لیگا۔ اور وہاں چلا جائے گا ہرگز نہیں۔ وہ تو اُسے کہیگا کہ اگر وہاں واقعہ میں پانی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ تو وہاں نہیں جاتا۔ اور مجھے کہتا ہے کہ تو جا۔ تو ہم اس ایڈریس اور دعوت سے ایک یہی نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ اس طرح مفتی صاحب کے کام کے ساتھ خوشی اور محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔ لیکن میں ان سے جنہوں نے یہ ایڈریس دیا۔ اور دعوت کی ہے۔ سوال کرتا ہوں کہ اگر انہوں نے یہ ریا کے لئے کیا ہے تو انکے اس فعل کی کوئی قدر نہیں ہے۔ لیکن اگر انہوں نے سچے دل اور قلبی محبت سے ایسا کیا ہے۔ تو انہیں سوچنا چاہئیے۔ کہ جس طرح مفتی صاحب خدا کی راہ میں بیوی بچوں۔ گھر بار۔ دوست و آشنا۔ آرام۔ آسایش کو قربان کرنے کو تیار ہو گئے ہیں۔ اسی طرح کرنے کے لئے وہ کہاں تک تیار ہیں۔ اور اگر وہ بھی اسی طرح تیار ہیں تو ہم بھی اسبات کا اقرار کرنے کے لئے تیار ہیں کہ انہوں نے واقعہ میں سچے دل اور سچی محبت کے ساتھ ایڈریس دیا۔ اور دعوت کی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے لئے اسبات کو پسند نہ کرتے ہوں تو اس سے یہی نتیجہ نکلیگا کہ انہوں نے صرف رسمی طور پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ درحقیقت انہیں کوئی خوشی نہیں ہے ؛

طلبائے ہائی سکول کو نصیحت

مگر جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ صحیح بات یہی ہے۔ کہ تم نے سچے دل کے ساتھ اور سچی محبت کے اظہار کے لئے ایسا کیا ہے۔ اسلئے میں ایڈریس دینے والوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جہاں انہوں نے مٹھائیوں اور چائے اور بسکٹ اور الفاظ کے ساتھ ظاہر کیا ہے کہ انہوں نے مفتی صاحب کی روانگی کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ وہاں انہیں چاہیئے کہ اپنے فعل سے بھی پسندیدگی کا اظہار کریں۔ مدرسہ احمدیہ کے طلباء کا تو کام ہی یہی ہے۔ اور وہ اسی لئے تیار کئے جا رہے ہیں کہ تبلیغ کریں۔ لیکن مدرسہ انگریزی کے طلباء کو بھی اپنے آپ کو اسی کام کے لئے تیار کرنا چاہیئے ؛

قرآن کریم میں خداوند تعالےٰ فرماتا ہی کہ جب تمہیں کوئی تحفہ دے۔ تو تم اسے کم از کم اتنا ہی تحفہ تو ضرور دو۔ ہمارے انگریزی خواں نوجوانوں کو سوچنا چاہیئے کہ گورنمنٹ برطانیہ سے انہیں کسقدر فائدہ پہونچا ہے۔ اگر وہ دیکھیں تو انہیں معلوم ہو جائیگا کہ انہیں انگریزی زبان کے ذریعہ جو فائدے پہونچے ہیں وہ دراصل اس زبان والوں سے ہی پہونچے ہیں۔ ابھی کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا جب سمجھا جاتا تھا کہ آسمان زمین کے کناروں کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ اور ہم زمین کے کناروں تک پہونچ کر آسمان پر پہونچ سکتے ہیں۔ چنانچہ مشہور تھا کہ حاتم وہاں تک پہونچ بھی گیا تھا۔ یہ تو جغرافیہ کی حالت تھی۔ جسکو دیکھکر حیرت ہی آتی ہے۔ پھر تاریخ بگڑ کر ایسی صورت اختیار کر چکی تھی کہ اسوقت کے حالات سنکر حیرانی آتی ہے۔ کہتے ہیں کہ کوئی بادشاہ کسی بزرگ سے ملنے کو گیا۔ وہ بزرگ اپنی تاریخی واقفیت جتانے کے لئے اسے کہنے لگے۔ تمہیں دین کی بہت خدمت کرنی چاہیئے۔ اس سے بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ دیکھو سکندر ایک مسلمان بادشاہ گذرا ہے۔ اس نے دین کی خدمت کی تو کس قدر نام پایا۔ اور اسی قسم کی اور بیسیوں جاہلانہ باتیں پھیلی ہوئی تھیں۔ مگر ان لوگوں نے اس قسم کی جہالتوں سے تم کو نکالا۔ اور تم میں اس قسم کے خیالات پیدا کر دئے۔ جو علمی اور اعلےٰ درجہ کے ہیں۔ غرض انگریز لوگ تمہیں دنیاوی لحاظ سے ظلمت سے نکالکر روشنی میں لے گئے ہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ ان سے پہلے بھی علمی باتیں موجود تھیں۔ مگر کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ جب انکے ذریعہ پہلے کی نسبت بہت زیادہ علمی باتیں ہم تک پہونچی ہیں۔ تو ہم ان کا احسان نہ مانیں۔ پھر یہ بھی غلط خیال ہے۔ کہ انہوں نے چونکہ اپنے فائدہ اور نفع کے لئے ایسی باتیں بتائی ہیں۔ اور لوگوں کو اعلیٰ درجہ کے علوم پڑھائے ہیں۔ اسلئے ہم پر ان کا کوئی حق نہیں ہے یہ ٹھیک ہے کہ اس میں ان کا اپنا بھی فائدہ ہے۔ اور انہوں نے فائدہ حاصل کیا ہے۔ لیکن اس سے انکے احسان کے نیچے سے کوئی اسی طرح نہیں نکل سکتا۔ جسطرح ایک شریر اور بدبخت لڑکا اپنے ماں باپ کے یہ کہکر اسکے احسانات سے آزاد نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے اپنے ہی مزے کے لئے تعلقات قائم کئے تھے اور میں پیدا ہو گیا۔ اسلئے مجھ پر انکے کوئی حقوق نہیں ہیں۔ لیکن اگر ہم یہی سمجھ لیں کہ انہوں نے اپنے ہی فائدہ کے لئے ایسا کیا ہے تو بھی ہم پر ان کا بہت بڑا احسان ہے۔ اس احسان کا

بدلہ کس طرح ادا کیا جا سکتا ہے۔ قرآن کریم تو حکم دیتا ہے کہ جو تمہارے لئے اچھی دعا کرے۔ اسکے لئے تم بھی اچھی دعا کرو اور جو عملی طور پر فائدہ پہنچائے۔ اور احسان کرے۔ اسکے سلوک کا بدلہ دینا تو نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ کہ جو کسی سے کوئی سلوک کرے۔ اسکو بھی چاہیئے کہ اسکے احسان کے بدلہ میں احسان کرے یعنی دوسرا ایسا بہتر سلوک کرے کہ اس کا سلوک بھی احسان کہلا سکے۔ کیونکہ اگر وہ بھی اسی قدر کریگا جسقدر کہ اسکے ساتھ کیا گیا ہے تو یہ بدلا ہوگا نہ کہ احسان۔ احسان اسی وقت ہوگا۔ جبکہ بڑھکر سلوک کیا جائیگا ٭

احسان کے بدلے احسان

اب ہم کیا کریں کہ گورنمنٹ کے احسان کے بدلہ میں احسان کریں یہ تو ناممکن ہے کہ ہندوستان کے لوگ انگریزوں کو انکے علم کے بدلہ میں دنیوی علم سکھائیں۔ پھر کیا کیا جائے۔ غیر مذاہب والے تو شاید یہ کہدینگے کہ ہمارا مذہب ایسے موقعہ کے متعلق کچھ نہیں بتاتا لیکن ہمارا مذہب تو یہ کہتا ہے کہ احسان کا بدلہ اس سے بہتر دو اب بہتر بدلہ کیا ہو سکتا ہے یہ کہ انہوں نے ہمیں دنیاوی علوم سکھائے ہیں۔ ہم انہیں دینی علوم سکھائیں اور یہ دین ایک ایسی چیز ہے کہ جس کا فائدہ اس دنیا میں بھی ہوتا ہے۔ اور اسکے بعد بھی قائم رہتا ہے۔ پس ہم اگر انکے احسانات کا بدلہ دے سکتے ہیں۔ اور فرض ہے کہ ہر مسلمان دے۔ تو ہماری جماعت پر فرض ہے کہ جب اس نے دنیاوی طور پر انکے ذریعہ علوم سیکھے ہیں تو ان کو دینی علوم سکھائے۔ اور اگر انہوں نے پہاڑوں اور دریاؤں کے نام اسے بتائے ہیں تو ہم انہیں خدا اور اسکے رسول کا نام بتائیں۔ کیونکہ ان کا احسان مقتضی ہے اسبات کا کہ وہ لوگ جنھوں نے ان کے ذریعہ دنیاوی علوم حاصل کئے ہیں وہ اس سے بڑھکر بدلہ دیں۔ اور وہ سوائے دین کے ہو نہیں سکتا۔ پھر ایسے موقعہ پر مفتی صاحب کو ایڈریس دینا جبکہ وہ ولایت تبلیغ کے لئے جا رہے ہیں۔ اور خود انگریزی زبان سیکھنا اس بات کو بڑے زور سے چاہتا ہے کہ تم لوگ اپنے آپ کو عملی طور پر بھی ایڈریس دینے والے ثابت کرو۔ اور بتادو کہ اہل یورپ نے جو ہم پر احسان کیا تھا۔ اُسے ہم اتارنے کے لئے تیار ہیں ٭

ہماری جماعت کے انگریزی خوان توجہ کریں

اسوقت یورپ کے لوگوں کو ایسے علماء تو دین اسلام سکھا نہیں سکتے۔ جو خود انگریزی نہیں جانتے۔ انکی بجائے اگر کوئی گروہ آسانی کے ساتھ اسلام سکھا سکتا ہے۔ تو وہ انگریزی خوانوں کا گروہ ہے۔ کیونکہ دنیا میں جس کثرت کے ساتھ انگریزی دان لوگ ہیں۔ اور کسی زبان کے نہیں ہیں۔ اسلئے اگر ہمارے انگریزی خوان اپنی زندگیاں اس کام کے لئے وقف کردیں تو ہم انگریزی کے ذریعہ قریباً نصف دنیا پر تبلیغ کر سکتے ہیں لیکن یہ کام اسوقت تک ہو نہیں سکتا جبتک کہ بہت سے مبلغ اس کام کے لئے یورپ میں نہ جائیں۔ ایک آدمی جاکر کیا کر سکتا ہے وہاں تو ہر مقام اور ہر شہر میں مبلغ ہونا چاہیئے کیا ہم قادیان میں بیٹھ کر سارے پنجاب میں تبلیغ کر سکتے ہیں۔ نہیں بلکہ گاؤں بگاؤں اور شہر بشہر جانے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح وہاں بھی ضرورت ہے کہ ہر جگہ مبلغ ہوں اسلئے جب تک بہت لوگ اس کام کے لئے تیار نہ ہوں اسوقت تک کام ہو نہیں سکتا ٭

طلباء کو نصیحت

جن لوگوں کی طرف سے اسوقت ایڈریس پڑھا گیا ہے اگر انہوں نے سچے دل سے پڑھا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ سچے دل سے پڑھا ہے تو میں انکو نصیحت کرتا ہوں کہ تعلیم سے فارغ ہوکر اپنی آئندہ زندگی کے لئے کام سوچتے وقت اپنا ایک بہت بڑا فرض بھی یاد رکھیں۔ اور وہ دین کی اشاعت ہے۔ اسکے لئے آج ہی سے ارادہ کر لینا چاہیئے۔ کہ ہم تعلیم سے فارغ ہوکر مفتی صاحب کی طرح ہی کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ٭

میں نے ابھی بتایا ہے کہ یورپ اور دیگر ممالک میں انگریزی خوان ہی تبلیغ کر سکتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ صرف انگریزی کام نہیں دے سکتی۔ جب تک کہ دینی علوم سے بھی آگاہی نہ ہو۔ موجودہ مدرسہ احمدیہ تو ایسا ہے کہ فی الحال اس سے تمام ہندوستان میں تبلیغ کرنے کے لئے بھی مبلغ نہیں نکل سکتے اسلئے اسکی صورت یہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو کالجوں اور سکولوں میں پڑھتے ہیں وہ اپنی پڑھائی ختم کرکے کچھ مدت دینی علوم کے حاصل کرنے میں لگائیں۔ لیکن ابھی تو یہانتک کمزوری پائی جاتی ہے کہ اگر کوئی لڑکا مڈل تک پہونچ جائے اور اُسے مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے۔ تو کہتا ہے کہ میں تو مڈل تک پڑھ چکا ہوں اب میں پیچھے نہیں جا سکتا۔ گویا دینی علوم حاصل کرنا پیچھے جانا ہے۔ اسی وجہ سے میں نے مدرسہ احمدیہ میں داخل ہونیوالے طلباء کے لئے رکھا تھا کہ میری جماعت کے بعد داخل کردیا جائے تا نہ ایک موہوم نظارہ انہیں دکھائی دے۔ اور نہ انہیں دینی تعلیم حاصل کرنے پر مشکل پیش آئے۔ مگر کیا ہمیشہ اسی طرح کیا جائیگا۔ اس طرح کرنے سے تو کام نہیں چلا کرتے۔ کام اسوقت ہوگا جبکہ دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کے بعد نوجوان خود بخود دین کی طرف آئیں۔ اس میں شک نہیں کہ بعض نے اپنی زندگی کو وقف کر دیا ہے۔ وہ تو تمام دنیا کے لئے کافی نہیں ہیں اسلئے ہر ایک انگریزی خوان کو اسکے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیئے ٭

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ یہاں کالج میں اُستادوں کے مہیا کرنے میں مشکل ہوتی ہے۔ چونکہ انہیں دوسری جگہ کچھ زیادہ تنخواہ ملتی ہے اسلئے یہاں نہیں آسکتے۔ دیکھو لالہ ہنسراج جس نے دیانند کالج کو ادنیٰ حالت سے بڑھاکر نہایت عالی شان اور مشہور کالج بنادیا وہ صرف ۷۵ روپیہ تنخواہ لیتا تھا۔ اسی طرح اور بھی کئی ایک پروفیسر صرف پچاس پچاس روپے تنخواہ پاتے ہیں۔ لیکن یہاں آنے کے لئے اسّی اور پچاسی کا فرق روک بنجاتا ہے۔ اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جب تک دین کے لئے قربانی اور ایثار کی روح تم میں پیدا نہ ہوگی۔ اسوقت تک تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوسکیگی۔ پس تم آج ہی اسبات کا فیصلہ کرلو کہ جس خوشی اور مسرت سے تم اپنے ان بھائیوں کو ایڈریس دیتے ہو جنھوں نے اپنی زندگی دین کے لئے وقف کردی ہے۔ وہی خوشی کا وقت اپنے اوپر لانے کے لئے تیار رہو۔ اور اگر تم میں سے کسی کو کسی کام پر لگایا جائے تو وہ بڑی خوشی سے کرے۔ اور کسی بات کی پرواہ نہ کرے۔ یہ ایڈریس جو تم نے پڑھا ہے تمہیں کیا انسانیت کے لحاظ سے اور کیا عقل کی رو سے اسبات کے لئے مجبور کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ بہت بُری بات ہے کہ انسان دوسرے کو تو کہے کہ یہ کام جو تم کرنے لگے ہو بہت اچھا ہے۔ اور مجھے اس سے بہت بڑی خوشی ہوئی ہے لیکن جب وہی کام کرنے کے لئے اسکی باری آئے تو پیچھے ہٹ جائے۔ پس اگر تم نے سچے دل سے مفتی صاحب کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کیا ہے تو اسبات کے لئے بھی تیار رہو کہ جب تمہیں دینی کام کے لئے بُلایا جائے یا کہیں بھیجا جائے۔ تو بڑی خوشی سے دوڑ آؤ۔ جب تک سب میں یہ رُوح نہ پیدا ہوگی کام کرنیوالے آدمی بہت مشکل سے ملینگے۔ ہاں یہ خوب یاد رکھو کہ کام کرنیوالے تو مل ہی رہینگے کیونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے وعدہ کیا ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤنگا۔ مگر تمہیں یہ موقعہ پھر نہیں ملیگا۔ دیکھو امریکہ کے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٭ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خطبہ جمعہ

اپنے فرائض ادا کرو

(از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ)
فرمودہ ۹ - مارچ ١٩١٧ء

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۖ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (۲-۱ تا ۵)

ایک جماعت ایسی ہوتی ہے جو اپنے منہ سے اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ فلاں فلاں قواعد و قوانین کی ہم اتباع کرینگی۔ اور کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو ان قواعد و قوانین کی اتباع کا اقرار نہیں کرتے۔ یہ لوگ بھی جو ان قواعد کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کی خلاف ورزی کرنے پر مجرم ہوتے ہیں۔ لیکن جو اقرار کر کے پھر ان قواعد پر عمل نہیں کرتے۔ وہ زیادہ مستحق سزا ہوتے ہیں جن لوگوں نے قواعد کو تسلیم ہی نہیں کیا ہوتا۔ انکی طرف سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ انہوں نے ابھی قواعد بنانیوالی حکومت و طاقت کے اختیارات کو ہی تسلیم نہیں کیا۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس قسم کی کوئی حکومت ہی نہیں ہے۔ جو ہمارے لیئے قواعد منضبط کرے۔ اگر ہے۔ تو اسے اختیار ہی نہیں۔ کہ ہمارے لیئے کسی قسم کے قواعد بنائے اسلیئے ان لوگوں کا انکار تصفیہ حقوق کے لیئے ہے۔ مگر جو ان قواعد کو مانکر انکار کرتے ہیں وہ بغاوت کرتے ہیں ؏

ان دونو گروہوں میں فرق ہے۔ اول گروہ جس نے ابھی ان قواعد کو تسلیم نہیں کیا اسکے افراد تو کہتے ہیں۔ کہ ہم ماننے کے لیئے تیار ہیں۔ مگر پہلے ہمیں یہ تو سمجھا دیا جائے کہ آپ کو ان قوانین بنانے کا اختیار بھی ہے۔ پس جب آپ یہ ثابت کر دینگے تو ہم مان لینگے۔ مگر دوسرے گروہ کی حالت بالکل اسکے مخالف ہے۔ اس کے افراد کہتے ہیں۔ کہ بیشک آپ کو اختیار ہے۔ کہ آپ قواعد بنائیں۔ اور ہمیں منوائیں۔ اور ہم اس بات کو مانتے ہیں۔ مگر انپر عمل نہیں کرینگے ؏

پس جنہوں نے تصفیہ حقوق نہیں کیا ہوتا۔ انکی نسبت وہ لوگ زیادہ مستحق سزا و عقوبت ہوتے ہیں۔ جو حکومت کو مانتے ہوئے پھر اسکے احکام کا انکار کرتے ہیں ؏

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ایک راجہ کا قصہ بیان فرمایا کرتے تھے۔ اسنے آپ سے کہا مولوی صاحب آپنے بھی کوئی بت رکھا ہوا ہے یا نہیں آپنے فرمایا نہیں۔ راجہ صاحب ہم نے تو کوئی بت نہیں رکھا ہوا ہے۔ اس نے کہا مولوی صاحب کوئی تو ہوگا۔ فرمایا نہیں کوئی بھی نہیں۔ حیران ہو کر کہنے لگا مولوی صاحب سچ مچ کوئی بھی نہیں آپنے فرمایا۔ راجہ صاحب سچ مچ کوئی نہیں۔ کہنے لگا۔ مولوی صاحب میں آپکو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اور کوئی بت تو رکھیں یا نہ رکھیں مگر درگا ضرور رکھیں۔ اس کا رکھنا نہایت ضروری ہے۔ آپنے فرمایا راجہ صاحب ہم تو کسی درگا وغیرہ کے قائل نہیں۔ اور نہ رکھتے ہیں۔ راجہ نے کہا۔ مولویصاحب اب میں سمجھا۔ کہ کیوں آپ کو یہ نقصان نہیں پہنچا سکتے آپ تو انکی حکومت میں ہی نہیں ہیں۔ اسلیئے وہ آپکو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے۔ مگر ہم تو انکی حکومت میں ہیں۔ اگر ہم انکے خلاف کریں۔ تو وہ ضرور ہم کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اسکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی ہماری ریاست میں رہکر ہمارے قوانین کے خلاف کرے۔ تو ہم اسکو سزا دے سکتے ہیں۔ مگر جو ریاست کے باہر جا کر ہمارے قوانین کے خلاف کرے ہم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ؏

اسکی یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ بت کوئی چیز نہیں ہیں۔ مگر جس اصل کے ماتحت اس نے بیان کی ہے وہ درست ہے۔ کہ جب کوئی کسی کو تسلیم ہی نہیں کرتا اور اسکی حکومت سے ہی باہر ہوتا ہے تو وہ اسے کوئی سزا نہیں دے سکتا۔ مگر جو حکومت کو مانتا ہوا اسکے خلاف کرتا ہے اسکو ضرور سزا دی جاتی ہے ؏

فقہائے اسلام میں۔ اس بات پر بحث ہوئی ہے کہ کفار پر ادائے امر شرعیہ کا بجالانا واجب ہے یا نہیں۔ بعض نے جو محققین ہیں وہ اس طرف گئے ہیں کہ مسلمان جو شریعت کی حکومت کو تسلیم کرتے ہیں۔ انپر تو بیشک احکام شرعیہ کی بجاآوری فرض ہے۔ مگر جو شریعت اسلام کو ہی نہیں مانتے وہ احکام شریعت کے ماننے پر مکلف نہیں۔ انسے صرف یہ مطالبہ ہوگا کہ تم نے اسلام کیوں قبول نہیں کیا۔ مگر ایک مسلمان سے یہ سوال ہوگا کہ تم نے اسلام تو قبول کیا۔ مگر اسلام نے جو احکام بتائے تھے۔ ان کو تم نے کیوں تسلیم نہیں کیا ؏

بہت دفعہ جب مسلمانوں کو کہا جاتا ہے۔ کہ تم پر جو ذلت و نکبت و ادبار آرہا ہے۔ وہ اسلیئے ہے۔ کہ تم نے اسلام کو پس پشت ڈالدیا۔ اور شریعت اسلام کی پابندی کو چھوڑ دیا ہے۔ تو وہ اکثر یہ کہتے ہیں۔ کہ اگر ہمارا ان عذابوں اور ذلتوں میں گرفتار ہونا یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ ہم نے اسلام کے احکام کی پابندی کو چھوڑ دیا ہے۔ تو عیسائی۔ موسائی۔ اور دیگر اقوام جو ہر بات میں بڑی افزونی ترقی کر رہی ہیں۔ ان کی ترقی کا کیا سبب ہے۔ حالانکہ ہم لوگ تو اسلام کی صداقت کو مانتے ہیں۔ مگر وہ تو اس کے نام تک سے متنفر ہیں پھر وہ کیوں دن بدن ترقی کر رہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ہماری ذلت و ادبار کو احکام اسلام کی نافرمانی کا باعث قرار دینا کسی طرح درست نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ جو ترقی کر رہے ہیں انہوں نے اسلام کو قبول ہی نہیں کیا۔ اور اسلام کو قبول نہ کرنیکی سزا انکو اس جہان میں نہیں۔ بلکہ اگلے جہان میں ملے گی۔ اس جگہ جو کسی کو سزا ملتی ہے۔ تو وہ حق کے مقابلہ اور شرارت کے باعث ملتی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ ایکدفعہ حضرت مسیح موعودؑ ابھی مسجد سے گھر کی طرف جا رہے تھے۔ جب اس بڑے مکان کے بالمقابل پہنچے۔ تو اپنی چھڑی کو زمین پر مارتے جا رہے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ اگر یہ لوگ میری اور میری جماعت کی مخالفت میں شرارت اور فتنہ کو چھوڑ دیں۔ تو خدا تعالیٰ ضرور انکو طاعون سے نجات دیدے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نہ ماننے پر اس دنیا میں سزا نہیں دیتا۔ بلکہ آخرت میں دیتا ہے۔ اور یہاں اسوقت سزا دیتا ہے۔ جبکہ لوگ شرارت اور فتنہ پردازیوں سے حق کا مقابلہ کرتے ہیں ؏

مسیحیوں کا ترقی کرنا اسلیئے ہے کہ وہ اسلام کو سرے سے مانتے ہی نہیں اور مسلمانوں کا عذابوں میں گرفتار ہونا اسلیئے ہے۔ کہ وہ بغاوت کے مرتکب ہیں۔ یعنی اسلام کو مان کر پھر اسکے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اس لیئے خدا انکو سزا دیتا ہے۔ اور اگر مسلمانوں کو انکی اس بغاوت کی

کوئی سزا نہ ملتی۔ تو حق و باطل کی تمیز ہی اُٹھ جاتی۔ اب انکو سزا ملنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ کوئی خدا ہے۔ جو دیکھ رہا ہے۔ اگر اسکی بات کو مانکر پھر اسکی خلاف ورزی کیجائے۔ تو وہ سزا دیتا ہے۔ لیکن جو اسکے احکام کو ہی نہیں مانتے۔ انکے لیئے بھی سزا ہے۔ مگر وہ اور قسم کی ہے۔ اور آخرت میں ملتی ہے وہ جو مان کر انکار کرتے ہیں۔ انکو یہیں سزا دی جاتی ہے۔

پس یہ اصل ثابت شدہ ہے۔ کہ جب کوئی قوم خدا کے قوانین کو چھوڑ دیتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ ایک نبی کو بھیجتا ہے۔ جب وہ قوم اس کا مقابلہ کرتی ہے۔ اور شرارت اور فتنہ سے اسکے مقابلہ میں کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور اس سے گستاخی سے پیش آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو اپنے عذاب میں پکڑ لیتا۔ اور سزا دیتا ہے۔ مگر یہ عذاب اسکی شرارت اور گستاخی کے باعث ہوتا ہے نہ اسلیئے کہ اس نے اس نبی کو کیوں تسلیم نہیں کیا؟

اس اصل کے ماتحت میں جماعت کے تمام لوگوں کو خواہ وہ قادیان کے رہنے والے ہوں۔ یا باہر کے۔ متوجہ کرتا ہوں کہ تم نے ایک نبی کے ذریعہ اسلام کے احکام پر عمل کرنیکا تہیہ کیا ہے۔ مگر دوسروں نے اس نبی کے ہاتھ پر کوئی اقرار نہیں کیا۔ تم نے یہ اقرار کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگے۔ مگر انہوں نے اس قسم کا کوئی عہد نہیں باندھا۔ اگرچہ وہ اس نبی کو نہ ماننے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے مواخذہ کے نیچے ہیں۔ مگر تم جنہوں نے یہ عہد کیا ہے۔ اگر اسکے خلاف کرو گے۔ تو بہت زیادہ سزا کے مستحق بنو گے۔ اگر وہ ادھر توجہ نہ کریں۔ تو انہیں اسپر سزا نہیں دیجائے گی۔ کیونکہ وہ اس سے بری ہیں کہ عہد باندھ کر اسکے خلاف کر رہے ہیں۔ مگر ہماری جماعت کے لوگوں نے تو یہ عہد کیا ہے کہ یہ اپنی جان۔ اپنے مال۔ اپنے آرام کو خدا کی راہ میں قربان کرینگے۔ پھر اگر تم اپنی خوشی سے اس عہد کو پورا نہیں کرو گے۔ اور خدا کے عہد کو فراموش کر دو گے۔ تو وہ زبردستی پورے کرائیگا۔ اور اسوقت تم کچھ نہیں کر سکو گے۔

تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ گورنمنٹ برطانیہ کے وزراء نے اعلان کیا تھا۔ کہ گورنمنٹ کو قرضہ کی ضرورت ہے۔ اگر خوشی سے روپیہ دو تو بہت اچھی بات ہے۔ اسپر علاوہ خوشنودی سرکار کے سود بھی بہت دیا جائیگا۔ لیکن اگر اپنی خوشی سے روپیہ نہیں دو گے۔ تو پھر گورنمنٹ اس قسم کے قوانین بنائے گی۔ کہ مجبوراً تمکو روپیہ دینا پڑے گا اور پھر سود بھی اس شرح سے نہیں دیا جائیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے دو قسم کے ابتلاء ہیں۔ ایک تو وہ جو خدا تعالیٰ خود انسان کو اختیار دیتا ہے۔ کہ تم خود اپنے اوپر وارد کر لو۔ جیسے نماز ہے۔ سردی کا موسم ہے۔ وضو کرنا ہے۔ ٹھنڈے پانی کو اگر گرم کر لیا جائے۔ تو کوئی ممانعت نہیں جس طرح انسان آرام دیکھے کر سکتا ہے۔ پھر روزہ ہے۔ موسم سخت ہے۔ اسکے لیئے انسان ایسا انتظام کر سکتا ہے۔ کہ بھوک نہ لگے۔ مقوی ایسی غذائیں کھائے۔ جو اسے ناطاقت نہ ہونے دیں۔ یا ایسی ثقیل خوراک کھائے۔ جو شام تک ہضم ہو۔ پھر زکوٰۃ ہے۔ کہ انسان سال بھر میں ایکدفعہ اپنے مال کا کچھ حصہ خدا کی راہ میں دیدے۔ پھر حج ہے۔ اسکے لیئے یہ نہیں۔ کہ ہر سال کوئی حج کرے بلکہ تمام عمر میں ایک دفعہ جب موقع ملے۔ اور فراغت دیکھے تو حج ادا کر دے۔ یہ ایسی ریاضتیں ہیں۔ جن کے ادا کرنے کا انسان کو اختیار دیا گیا ہے۔ اور یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسا کہ کوئی اُستاد اپنے شاگرد کو کہے کہ تم اپنے آپکو اتنے بید لگا لو۔ جب وہ خود لگائیگا۔ تو اُستاد کی نسبت ضرور ہی ہلکے لگائیگا۔ جب انسان اس تکلیف کو اپنے لیئے پسند نہیں کرتا۔ جس کا اُسے اختیار دیا جاتا ہے اور اسکو اپنے پر وارد نہیں کرتا۔ تو پھر خدا تعالیٰ خود سزا دیتا ہے۔ اور پھر وہ سزا بہت سخت ہوتی ہے جیسے کہ جب کوئی لڑکا خود اپنے تئیں بید نہ مارے تو پھر اُستاد خود مارتا ہے۔ اور اس نرمی اور احتیاط سے نہیں مارتا جس سے خود وہ لڑکا اپنے تئیں سزا دے سکتا تھا۔

اسی طرح جب انسان خدا کے مقرر کردہ پہلے ان ابتلاؤں کو جو خدا نے اسکے اختیار میں دے رکھے ہیں۔ اپنے پر وارد نہیں کرتا۔ تو خدا خود اسے ابتلا میں ڈالتا ہے۔ اگر وہ ٹھنڈے پانی کی وجہ سے نماز ادا کرنے سے جی چراتا ہے جسے وہ گرم بھی کر سکتا تھا۔ تو ایسے ٹھنڈے پانی میں غرق کر دیا جاتا ہے۔ جس سے وہ کبھی نکل نہیں سکتا۔ اور اگر وہ اپنی خوشی سے خدا کے لیئے ایک ۱۲ گھنٹے فاقہ برداشت نہیں کر سکتا تو خدا اسکو ایسے فاقوں میں ڈالدیتا ہے۔ کہ اسے مانگنے سے بھی کچھ نہیں ملتا۔ پھر اگر وہ خدا کی رضا کے لیئے اپنی خوشی سے زکوٰۃ نہیں دیتا۔ تو خدا اسکا سارا مال برباد کر دیتا ہے اور وہ دیکھتا رہ جاتا۔ پھر اگر انسان خود اپنی خوشی سے خدا کی راہ میں عمر بھر میں۔ باوجود ہر قسم کی بہبودیوں اور ہر قسم کے امن و امان کے ایک دفعہ بھی حج نہیں کرتا تو خدا ایسی جلاوطنیوں میں ڈالدیتا ہے کہ اسکو اپنے وطن کا کچھ پتہ نہیں رہتا۔ لیکن اگر یہ خود بخود اپنے لیئے ان سزاؤں کو جو اسکے اختیار میں خدا نے رکھی ہیں تجویز کرے۔ تو اسپر کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔ بلکہ اس حالت میں خدا تعالیٰ اسکا ممد و معاون ہوتا ہے۔ ہاں اگر وہ ان ابتلاؤں سے جی چرائے۔ تو اسکے لیئے کوئی ممد نہیں رہتا۔

پس میں اپنی جماعت کے لوگوں کو وہ عہد یاد دلاتا ہوں۔ جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر کیا۔ کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کام مقرر فرمائے ہیں انہیں سے تبلیغ ہے۔ مدرسہ ہے۔ رسالہ ہے۔ لنگر ہے وغیرہ وغیرہ۔ انکی ضرورت دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے چاروں طرف سے مبلغوں کے مانگنے کی صدائیں آ رہی ہیں۔ ان کاموں کو چلانے کے لیئے حضرت مسیح موعودؑ نے ہر ایک احمدی پر اسکی حیثیت کے مطابق چندہ مقرر فرمایا ہے جس کا ادا کرنا ہر ایک پر فرض ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کے ماتحت بہت سے ایسے ہیں جو اپنی حیثیت سے بھی بڑھکر چندہ دیتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہیں۔ جو حیثیت کے مطابق دیتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہیں جو حیثیت سے کم۔ لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں جو مطلق کچھ نہیں دیتے۔ میں ایسے لوگوں کو یہ اصل یاد دلاتا ہوں۔ کہ تم نے حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر اقرار کیا ہوا ہے۔ کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگے لیکن اگر تم اس اقرار کو پورا نہیں کرو گے۔ تو بتلاؤ۔ کہ پھر تم سزا کے مستوجب ٹھہرو گے یا نہیں۔ ضرور تم سزا کے مستوجب ٹھہرو گے۔ یہ بالکل ایسی ہی بات ہے جیسی کہ گورنمنٹ کے وزراء نے کہی کہ اگر تم خوشی سے گورنمنٹ کو قرض دو تو سود ملیگا۔ اور اگر نہیں دو گے تو پھر ایسے قوانین بنائے جائینگے۔ جنکے ماتحت تم کو مجبوراً دینا پڑیگا۔ اور

اس وقت تم کو اس شرح سود سے بھی جو اسوقت دیجاتی ہے
جواب دیا جائیگا - پس یہی حال یہاں بھی ہوگا - اگر تم خدا کی
کو یاد کرو - اور خوشی سے ان کاموں کو انجام دیتے رہو - جو خدا
کا منشاء تم پر ظاہر کر گیا ہے - تو بڑا نفع اور بڑا فائدہ پاؤ گے - اور
اگر اپنی خوشی سے ایسا نہیں کرو گے - تو مجبور کر کے تم سے لیا
جائیگا - اور اسوقت تمہارے لیئے کوئی اجر نہ ہوگا - خدا تم
کی راہ میں جو کچھ دیا جاتا ہے - اللہ تعالےٰ اسے بھی قرض
سے ہی تعبیر فرماتا ہے - کہ اگر تم ہمکو قرض دو گے - تو ہم
تمہیں بہت سود یعنی نفع دینگے - لیکن اگر خدا کے
دین کے لیئے نہیں دو گے - تو پھر اپنے مآل کار کی طرف دیکھو
اور اس سزا پر غور کرو - جو مانگ کر اسکے خلاف کرنیوالوں کے
لازم حال ہے - گورنمنٹ تو زیادہ سے زیادہ پانچ فی صدی
سود دیتی ہے - لیکن خدا کو قرض دینے والے کو جو نفع خدا
کی طرف سے ملتا ہے - وہ اس سے کہیں زیادہ ہے
غرض خدا کی طرف سے ملنے والے نفع کو اس نفع سے کچھ
نسبت نہیں ہے - پس اگر تم خدا کی راہ میں خوشی سے اپنے
مال قربان نہیں کرو گے - تو یاد رکھو - کہ تمہارے مال تمہارے
کسی کام نہیں آئینگے - کیونکہ اگر کوئی خدا کے لیئے اپنے
مال کو قربان نہیں کرتا - تو اسکو مجبوراً چھوڑنا پڑیگا - اور
اگر کوئی خدا کے لیئے اپنے تعلقات کو قربان نہیں کرتا -
تو اسکو تمام تعلقات مجبوراً قطع کرنے پڑینگے - پس جب
تک تمہارے اختیار میں ہے خوشی سے کرو - اور اگر
اپنی خوشی سے نہ کرو - تو پھر خدا تعالیٰ تم سے مجبوراً کرائیگا -
میں اپنی جماعت کو اسکے عہد یاد دلاتا ہوں - اسوقت خدا
کے دین کے لیئے جانوں کی ضرورت نہیں - بلکہ مال کی ضرورت
ہے - اور تم نے یہ عہد کیا ہوا ہے - کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم
کرینگے - پس خوشی سے دین کے کاموں میں حصہ لو - اور
بڑھ بڑھ کر قدم آگے بڑھاؤ - اسکے بدلہ میں تمہارے لیئے
بڑے بڑے اجر ہیں - جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فلا
تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین
جزآءً بما کانوا یعملون ٥ (۳۲-۱۷)
اسی طرح حدیث میں آیا ہے لا عین رأت ولا
اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر ۔
پس اگر ہم خوشی سے ان فرائض کو انجام دیں گے
تو ہمارے لیئے بڑے انعامات ہیں - لیکن اگر خوشی سے
ادا نہ کریں گے - تو پھر خود ہی سمجھ لو کہ کیا ہوگا - جس طرح
کوئی ایسا نفع نہیں جو خدا نہ دے سکتا ہو - اسی طرح
کوئی سزا ایسی نہیں جو وہ نہ دے سکتا ہو - خدا تعالیٰ
ہمارے کاموں کو دن بدن بڑھا رہا ہے - اور ان کا بڑھنا
بتلاتا ہے - کہ ہم اس کو برداشت کر سکتے ہیں - کیونکہ
خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا
وسعھا - اگر ہم برداشت نہ کر سکتے - تو وہ ہم پر اور
بوجھ نہ ڈالتا - یہ جدا بات ہے - کہ ہم سستی کریں اور اسکو
اچھی طرح نہ سنبھالیں - ابھی نائیجیریا میں ایک سو سے
زیادہ احمدی ہوئے ہیں - ہمارا تو کوئی آدمی وہاں نہیں
گیا - خدا نے خود ہی انکو احمدیت کی طرف راہ نمائی کی
ہے - وہ لوگ اب مبلغ چاہتے ہیں - اگر انکو مبلغ نہ
دیا جائے تو وہ اور ترقی نہیں کر سکتے - پس انکے لیئے فوراً
آدمی چاہیئے - اسی طرح اور کئی جگہوں کے لیئے مبلغوں
کی ضرورت ہے - پس تم خدا تعالیٰ کے دین کی نصرت کے لیئے
اٹھ کھڑے ہو - خدا تعالیٰ سے دعا ہے - کہ ہمیں ان سب
فیوض کے حاصل کرنے کی توفیق دے - جو راستبازوں
کے لیئے ہیں - اور پہلے انبیاء کی جماعتوں کو ملے ہیں
اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے - آمین ۞

قابل توجہ بابا ہدایت اللہ صاحب

بابا ہدایت اللہ صاحب شاعر پنجابی لاہوری کی جو آج کل حرام اقتدا
پیغامیان ہیں ایک سی حرفی میرے زیر نظر ہے - اسکے صفحہ ۱۱ پر
باباصاحب کا یہ شعر ہے ؎

موسیٰ بعد جیہڑا کوئی نبی آیا او ہناں عمل توراۃ کرایا ہے
اوسے طرح مسیح غلام احمد صحت نال قرآن سمجھایا ہے

جس کا صاف یہ مطلب ہے - کہ جس طرح کہ حضرت موسیٰ
کے بعد آنیوالے ہر ایک نبی نے توراۃ پر عمل کرایا - اسی
طرح کا نبی حضرت مسیح موعود ہے - جو کہ قرآن شریف سمجھانے
اور اسپر عمل کرانے کے واسطے مامور ہوا ہے - کاش کہ باباصاحب
اپنی اس پیرانہ سالی میں اپنے ہی اس گذشتہ زمانہ کے شعر کا
تمسک کر کے اٹھیں - اور اب بھی اس عصا کے سہارے کھڑے
ہو جائیں ۞ خاکسار محمد عبد اللہ عفی عنہ

ہندوستان کی خبریں

انتقال:- ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب والد مرزا نیاز بیگ
اپنے وطن کلانور میں فوت ہو گئے ۞

سپاہ تحفظ ہند کی بھرتی:- بمبئی میں ہندوستان کی
سپاہ تحفظ کے لیئے ۸۰۰ کے قریب والنٹیر بھرتی ہو چکے ہیں ۞

ایثار:- لالہ گلشن رائے بی - اے ایل ایل بی وکیل لاہور
نے اپنی خدمات مقامی سناتن دھرم کالج کے حوالہ کر دی ہیں ۞

جلسہ:- کلکتہ میں بابو موتی لال گھوش کی صدارت میں
جلسہ اس غرض سے منعقد ہوا ہے کہ مسٹر تلک اور بابو بپن چندر
پال کا داخلہ پنجاب اور دہلی میں روکے جانے کے خلاف
اعتراض کریں ۞

گڑ کی تیاری:- پنجاب میں فصل نیشکر کی کاشت اس
سال ۱۸ فیصدی زاید رقبہ پر تھی - کل ۳۴۶۲۷۶ ٹن
گڑ تیار ہوا جو سنہ ماسبق سے ۲۶ فیصدی زائد ہے ۞

وبائے طاعون:- ہفتہ مختتمہ ۲۴ - فروری میں
ہندوستان میں طاعون کی ۲۳۱۵۰ وارداتیں اور
۱۷۹۱۰ اموات ہوئیں تفصیل یہ ہے - احاطہ بمبئی و
سندھ ۱۵۵۶ اموات، احاطہ مدراس ۴۵۷، احاطہ
بنگال ۴، بہار اوڑیسہ ۱۵۸۹ - صوبجات متحدہ
۲۹۳۶، کورگ ۴ - ریاست میسور ۳۲۱ - ریاست
حیدرآباد ۱۵۱۲ - وسط ہند ۲۲۳، راجپوتانہ ۱۳۵ -
ریاست کشمیر ۹ ۞

رعایا نوازی:- ریاست جوناگڈھ کی طرف سے ۳۵ ہزار
روپیہ کے آلات کشتکاری ریاست کے کاشتکاروں میں
مفت تقسیم کیئے گئے ہیں ۞

رہائی اور ضمانت:- مولوی عبد الحق مالک رفاہ عام
سٹیم پریس جو تقریباً ۵ ماہ سے پھلور میں نظر بند تھے،
انہیں گھر واپس آنیکی اجازت مل گئی ہے - چنانچہ ۳ - مارچ
کو وہ لاہور میں آ گئے - سنا گیا ہے کہ ان سے ایک ہزار روپیہ
کی ضمانت لیلی گئی ہے ۞

مسودہ سپاہ تحفظ ہند:- اس مسودہ پر ہز ایکسلینسی وائسرائے
کی منظوری صادر ہو گئی ہے ۞

چشم زخم:- سیکنڈ لفٹنٹ ایف - اے، آئی تھیسیجر ال متعلقہ
میدانی توپخانہ جو ہز ایکسلینسی وائسرائے ہند کے خلف اکبر اور وارث امارت ہیں، زخمی ہو گئے ۞